اسلام میں اطاعتِ حُکّام کی حُدود و شروط

جناب ڈاکٹر محمد امین صاحب

یہ سوال کہ اسلام کے سیاسی نظام میں حکّام کی اطاعت کی حدود و شروط کیا ہیں، محض ایک نظری اور علمی سوال نہیں ہے، بلکہ عصرِ حاضر کے مسلمان معاشرے میں ایک عملی سوال بھی ہے۔ لہٰذا ہم پہلے موضوع کو شرعی تناظر میں لیں گے اور اس سلسلے میں قرآن و سنّت نیز فقہا کی تصریحات کو سامنے رکھیں گے اور اس کے بعد دیکھیں گے کہ ان احکام کی تطبیق آج کے مسلمان معاشرے میں کیسے ہو سکتی ہے؟

اطاعتِ حُکّام بروئے قرآن

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا[1]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر واقعی تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان

[1] النسآء - ۵۹

رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے"۔

یاد رہے کہ اگرچہ مفسرین نے یہ کہا ہے کہ اولی الامر کی تعریف میں حکام کے علاوہ علماء اور قبیلوں کے سردار و شیوخ وغیرہ وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کے سب سے بڑے مصداق نظم و نسق کے وہ ذمہ داران ہی ہیں جو حکومت چلاتے ہیں اور معاشرے میں نظم و نسق بحال کرتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ اصحاب امر کی اطاعت کریں اور ان سے نزاع کر کے اجتماعی زندگی میں خلل نہ ڈالیں۔ یہاں یہ بھی ذہن میں رہے کہ آیت میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو" اصولیوں" کے نزدیک وجوب پر دلالت کرتا ہے، اِلّا یہ کہ کوئی قرینہ ایسا ہو جو ندب و اباحت کی صراحت کرے اور چونکہ یہاں کوئی ایسا قرینہ نہیں ہے، لہٰذا آیت سے اولی الامر کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے، ان شروط کے ساتھ جن کا ذکر اس آیت میں آیا ہے اور جن کی صراحت احادیث سے بھی ہوتی ہے۔[1]

اطاعتِ حکام بروئے سنت

آپؐ نے فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن یعصنی فقد عصی اللہ، ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی[2]

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر (یعنی مسلمانوں کے حاکم وقت) کی اطاعت کی گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی"۔

اِسی طرح ایک اور حدیث میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" اسمعوا واطیعوا

---

[1] السیاسۃ الشرعیۃ، ابن تیمیہ ص ۱۸۲ طبع دار الشعب و تفسیر المنار، رشید رضا جلد ۵ ص ۹۸ طبع مصر۔

[2] صحیح مسلم بشرح نووی جلد ۱۲ ص ۲۲۳۔

وان استعمل علیکم عبد حبشی کان رأسه زبیبة[1] یعنی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام امیر بنا یا گیا ہو جس کا سر کشمش جیسا ہو۔ ایک اور جگہ فرمایا: "علیك السمع والطاعة فی عسرك ویسرك ومنشطك ومكرهك و علیك"[2] یعنی تم پر سمع وطاعت (حکمرانوں کی) واجب ہے، خوشی اور غمی میں اور چاہے رغبت سے ہو یا بے دلی سے اور چاہے حکمران تمہارے حقوق ادا کریں یا نہ کریں۔

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمانوں کے امراء وحکام کی اطاعت واجب ہے، ان کی اطاعت گویا رسول کی اطاعت ہے اور ان کے احکام کی خلاف ورزی گویا احکامِ رسول کی خلاف ورزی ہے چاہے پسندیدہ حکام ہوں یا نہ ناپسندیدہ۔ نیز ان احکامات کی حکمت عیاں ہے کہ کوئی معاشرہ اس امر کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا اور اگر قائم ہو جائے تو باقی نہیں رہ سکتا جب تک اس میں حکام کی اطاعت نہ کی جائے کیونکہ حکام سے بغاوت اور عدم تعاون کا مطلب ہی یہ ہے کہ معاشرے میں انتشار اور انارکی پھیل جاتے۔ ایسے معاشرے میں نہ تو حدود اللہ قائم کی جا سکتی ہیں اور نہ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا صحیح نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔

اطاعتِ حکّام کی حُدود و قیود

لیکن ان شرعی احکام سے یہ نتیجہ نکالنا بھی صحیح نہ ہوگا کہ شارع نے اُمت کو مطلق اطاعت کا حکم دیا ہے کہ ہر حالت میں اطاعت کی جائے کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو اس کا نتیجہ حکام کی آمریت اور استبداد کی صورت میں نکلتا جو یقیناً شارع کو مقصود نہیں تھا لہٰذا اس اطاعت کی حدود مقرر کر دی گئیں تاکہ جہاں حکام کو اطاعت کروانے کا حق ہو وہاں اُن کی ذمہ داریاں بھی ہوں اور اُمت کو بھی پتہ ہو کہ حکام کی اطاعت کس حد تک اور کہاں تک واجب ہے۔ قرآن وسنت سے جن

[1] فتح الباری بشرح البخاری جلد ۱۸ ص ۲۴۰ - رواہ ایضاً ابن ماجہ والامام احمد
[2] صحیح مسلم بشرح نووی جلد ۱۷ ص ۲۲۴

قیود و شروط کا اس سلسلے میں پتہ چلتا ہے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ حکام مسلمانوں میں سے ہوں | یہ بات آیت اُولی الامر ہی سے ثابت ہوتی ہے۔ جہاں یہ کہا گیا ہے "اولی الامر منکم" یعنی اطاعت واجب ہے ان حکام کی جو مسلمانوں میں سے ہوں۔ ظاہر ہے کہ حکام مسلمان ہوں گے تو اسلام کے مطابق حکم دیں گے اور حدود قائم کریں گے، اگر وہ خود ہی غیر مسلم ہوں گے تو ظاہر ہے کہ اسلام کے بجائے غیر اسلام کی دعوت دیں گے اور اُمتِ مُسلمہ کو غیر اسلام پر ہی چلائیں گے۔ اس صورت میں اطاعت کا کوئی تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔

۲۔ حکام شریعت قائم کرنے والے ہوں | یہ بات بھی آیت اولی الامر ہی سے ثابت ہوتی ہے جس میں اطاعت کا حکم دینے کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔ گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کی اطاعت کرو، اگر وہ خدا اور رسول کو آخری سند اور مرجع مان لیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ظاہر ہے کہ اطاعت کے حقدار نہ ہوں گے[۱]

ابو عبید القاسم نے کتاب الاموال میں حضرت علی رضہ سے روایت کیا ہے کہ "حق علی الامام ان یحکم بما انزل اللہ ویؤدی الامانۃ فاذا فعل ذالک فحق علی الرعیۃ ان یسمعوا واطیعوا[۲]۔ یعنی امام کا فرض ہے کہ وہ شریعت کے مطابق حکم چلائے اور اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرے، پھر اگر وہ ایسا کرے تو رعیت کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کی بات سُنے اور اطاعت کرے۔

امام غزالیؒ کا بھی موقف یہی ہے کہ" طاعۃ الامام لاتجب علی الخلق الا اذا دعاھم الی موافقۃ الشرع[۳]۔ یعنی امام کی اطاعت لوگوں پر واجب نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شرع کے مطابق حکم نہ دے۔

---

[۱] فتح الباری جلد ۱۶ ص ۲۲۸
[۲] کتاب الاموال، حدیث رقم ۱۱
[۳] الرد علی الباطنیۃ ص ۸۱

۳۔ حکام عادل ہوں | تیسری شرط اطاعت کی یہ ہے کہ حکام عادل ہوں۔ اگر وہ عدل سے کام لیں تو ان کی اطاعت واجب ہے، لیکن اگر وہ ظلم کریں، عدل و انصاف کے بجائے قہر اور زیادتی کی پالیسی اختیار کریں تو ان کی اطاعت واجب نہ ہوگی کیونکہ ظلم و زیادتی اللہ کی معصیت کے مترادف ہے اور جو ظالم ہے وہ عاصی اور گنہگار ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لَا طاعة لمن لا یطع اللہ" [۱] یعنی جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اُسے اطاعت کروانے کا حق نہیں۔

عدل کی شرط بالواسطہ طور پر قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ امام بیضاوی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حکام کو عدل و انصاف کا حکم دیا اور پھر رعایا کو اطاعت کے لیے مکلف کیا[۲]۔ ان کا اشارہ سورہ النساء کی آیت اُولی الامر سے پہلے کی آیت کی طرف ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ: اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ" [۳] یعنی اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔

امام طبریؒ نے بھی آیت اولی الامر کی تفسیر میں یہی کہا ہے کہ امیر کی اطاعت اللہ اور رسولؐ کی اطاعت ہی کے ضمن میں آتی ہے بشرطیکہ وہ عادل ہو[۴]۔

(باقی)

---

[۱] مختصر شرح جامع الصغیر جلد ۳ ص ۳۶۴

[۲] تفسیر بیضاوی ص ۱۱۵

[۳] النساء۔ ۵۸

[۴] تفسیر طبری جلد ۵ ص ۸۹